مسیح اور مہدی کون؟

مؤلف
مولانا نذیر احمد سیالوی
مدرس ضیاء شمس العلوم۔ سیال شریف

ناشر: قادری پبلشرز۔ ڈسکہ

لانبی بعدی (الحدیث)

مسیح اور مہدی کون؟

مؤلف
مولانا نذیر احمد سیالوی
مدرس دار العلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف

ناشر
قادری پبلشرز، ڈسکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب .... مسیح اور مہدی کون؟

تالیف .... مولانا نذیر احمد سیالوی

باہتمام .... محمد ضیاء اللہ قادری

کمپوزنگ .... قادری کمپوزنگ سنٹر، نزد جامع مسجد نور
جامکے روڈ ڈسکہ 0300-6428145

قیمت .... 15 روپے

ناشر .... قادری پبلشرز، ڈسکہ

مکتبہ مہریہ رضویہ

نزد جامع مسجد نور جامکے روڈ ڈسکہ

0300-6428145

﴿تقریظ﴾

از: رئیس المناظر استاذ العلماء حضرت علامہ محمد شریف صاحب ہزاروی
صدر مدرس جامعہ فاروقیہ رضویہ تعلیم القرآن محلہ فاروق گنج، گوجرانوالہ

قارئین کرام! بندہ ناچیز نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیاۃ اور امام مہدی کی آپ پر تالیف کردہ رسالہ از قلم علامہ نذیر احمد صاحب سیالوی چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کیا اور بغور پڑھا الحمد للہ! نہایت ہی بحمدہ رسالہ حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام اور آمد مہدی کو دلائل کثیرہ صحیحہ سے ثابت کیا۔ مولانا اپنے مدعٰی کے ثابت کرنے میں پوری طرح کامیاب رہے ہیں۔ اسلوب تحریر بھی آسان و عام فہم ہے اور تطبیق دلیل علی الدعویٰ بھی خوب ہے۔

اللہ تعالیٰ تالیف مذکور کو عوام و خواص کیلئے مفید عام بنائے اور حضرت علامہ کے علم و عمل میں مزید اضافہ فرمائے۔ اللھم زد فزد

احقر الانام: محمد شریف ہزاروری عفی عنہ

﴿پیش لفظ﴾

آج سے کچھ دن پہلے دار العلوم نقشبندیہ، ڈسکہ کے مدرس جناب قاری محمد ادریس شاہد صاحب، خطیب اعظم پیرو چک تحصیل ڈسکہ کے ہاتھوں سے فرقہ قادیانی کے کچھ پمفلٹ موصول ہوئے جو کہ پیرو چک میں تقسیم کئے گئے تھے ان میں فرقہ قادیانی نے اپنے عقائد اور وفات عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام پر زور دیا اور یہ واضح کیا کہ مرزا غلام احمد کا یہ دعویٰ ہے کہ آپ وہی مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں جن کے بارے میں احادیث مبارکہ میں پیشین گوئیاں موجود ہیں اور فرقہ قادیانی اس پر ایمان رکھتا ہے۔ اب چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا اور آپ کا نزول قرآن وحدیث سے ثابت ہے تو اس کا انکار کرتے ہوئے چند عام کتب کے حوالہ سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو بھی ثابت کیا ہے۔

تو احقر الانام نے حضور ﷺ کا ادنیٰ سا غلام ہونے کی وجہ سے یہ مناسب سمجھا کیوں نہ ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات طیبہ اور آپ کی اور امام مہدی کی آمد کے بارے میں دلائل سے مزین کر کے ایک رسالہ شائع کیا جائے جس کا مشاہدہ فرما کر امت مسلمہ بھی اپنے عقائد کو پختہ کر سکے اور جو لوگ اس فرقہ کی زد میں آچکے ہیں وہ بھی اپنے آپ کو رزہ راست پر لا سکیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو قبول فرما کر ہمارے لئے ذریعہ ہدایت بنائے اور فقیر کے لئے ذریعۂ نجات بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد لله ذی المجد والعلى خالق الارض والسماء ومابينهما وماتحت الثرى والصلوة والسلام على افضل رسله وسيد الانبياء الذى دنى فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى فاوحىٰ اليه ربه ما اوحىٰ محمدن المبعوث الى كافة الناس بشيرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجامنيرا و على اله واصحابه الكرماء الشرفاء والتابعين لهم بالاحسان الى يوم الجزاء اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

قارئین کرام یہ پرفتن دور ہے اس میں طرح طرح کے فرقے جنم لے رہے ہیں حتی کہ رات کو ایک آدمی صحیح العقیدہ مسلمان سوتا ہے تو صبح کو کسی گمراہ فرقہ میں بٹ چکا ہوتا ہے اور اکثر مسلمان اس معاملہ میں پریشان ہیں کہ دین محمدی میں کتنی ہلچل مچ چکی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ میرے اور آپ کے آقا علیہ السلام نے آج سے چودہ سو سال قبل یہ خبر دی کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی جن میں سے صرف ایک جنتی ہوگا باقی تمام جہنمی ہوں گے تو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ وہ جنتی گروہ مسلک حق اہل سنت و جماعت ہے مگر اس کے ثبوت کی بحث کافی طویل ہے اور اس پر علمائے اہل سنت کی تحریر کردہ کتابیں موجود ہیں اور ان جہنمی فرقوں میں سے ایک فرقہ جس نے قادیان میں جنم لیا جس کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہے جو اپنا تعارف خود اس طرح لکھتا ہے کہ میرا نام غلام احمد میرے والد کا نام غلام مرتضی اور دادا کا نام عطا محمد اور پڑدادا کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہماری قوم مغل بر لاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔ سکھوں کے ابتدائی زمانے میں میرے پڑدادا صاحب مرزا گل محمد ایک نامور اور رئیس نواح کے تھے اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب میرے پڑدادا صاحب فوت ہوئے تو بجائے ان کے میرے دادا صاحب یعنی مرزا صاحب عطا محمد

فرزندان رشیدان کے گدی نشین ہوئے ان کے وقت میں خداتعالی کی حکمت اور مصلحت سے لڑائی میں سکھ غالب آئے اس وقت ہمائے بزرگوں پر بڑی تباہی آئی اور وہ پنجاب کی ایک ریاست میں پناہ گزین ہوئے تھوڑے عرصہ کے بعدان ہی دشمنوں کے منصوبے سے میرے دادا صاحب کو زہر دیا گیا پھر رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانے میں میرے والد صاحب کو دیہات میں سے پانچ گاؤں واپس ملے پھر بھی بلحاظ پرانے خاندان کے میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضی اس نواح میں مشہور رئیس تھے اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھیوں کے آخری وقت میں ہوئی اور ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش و برورت کا اغاز نہیں تھا میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے لیکن میری پیدائش کے دنوں میں انکی تنگی کا زمانہ فراخی کی طرف بدل گیا تھا بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں سات سال کا تھا تو ایک فارسی خان معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الہی تھا اور جب میری عمر قریبا دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خداتعالی کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ فضل ہی رہا مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا ان کا نام گل علی شاہ تھا ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خداتعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طب کی کتابیں میں نے اپنے

والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طب میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔

میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہئے کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آئے نیز ان کا یہ مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ ہو کر ان کے غموں میں شریک ہو جاؤں آخر ایسا ہی ہوا کہ میرے والد صاحب اپنے بعض آباؤ اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کیلئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگا دیا۔ ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بے ہودہ جھگڑوں میں ضائع ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا اس لئے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ بنا رہتا تھا ایسا ہی ان کے زیر سایہ ہونے کے ایام میں چند سال تک میری کراہت طبع کے ساتھ انگریزی ملازمت میں بسر ہوئے (یعنی 15 روپے ماہوار پر سیالکوٹ کچہری میں ملازم تھے) آخر چونکہ میرا جدا رہنا میرے والد صاحب پر بہت گراں تھا اس لئے ان کے حکم سے جو عین میری منشاء کے موافق تھا میں نے استعفیٰ دے کر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری طبیعت کے مخالف تھی سبکدوش کر دیا۔ اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور جب میں والد صاحب مرحوم کی خدمت میں پھر حاضر ہوا تو بدستور ان ہی زمینداری کے کاموں میں مصروف ہو گیا میری عمر قریباً چونتیس ۳۴، پینتیس ۳۵، برس کی ہوگی جب والد صاحب کا انتقال ہوا ایک طرف انکا دنیا سے اٹھایا جانا تھا اور ایک طرف زور شور سے سلسلہ مکالمات الٰہیہ کا مجھ سے شروع ہوا (استغفر اللہ من ذالک)

(کتاب البریہ ص ۱۳۶، ۱۳۴)

مرزا صاحب کے آباؤ اجداد کے بارے میں جہاں تک معلوم ہوا ہے وہ حنفی

المذہب مسلمان تھے اور مرزا خود بھی اپنی اوائل زندگی میں انہیں کے قدم بہ قدم چلتا رہا اس وقت تک مرزا کے عقائد وہی تھے جو ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان کے ہونے چاہئیں۔ وہ حضور علیہ السلام کے خاتم النبیین ہونے کا اسی طرح قائل تھا جس طرح دوسرے مسلمان ہیں ان دنوں میں مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی اور نزول کے عقیدہ پر بھی ایمان رکھتا تھا۔

﴿مثیل عیسیٰ ہونے کا دعویٰ﴾

1857ء کی جنگ آزادی کے بعد اپنی سیاسی بالادستی کھودینے کی وجہ سے مسلمان سخت ذہنی پریشانی اور مایوسی کا شکار ہوچکے تھے اور اپنے اس اضطراب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ہر طرف منتظر آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ کب کوئی مرد خدا آن کر انہیں اس مصیبت سے نجات دلائے۔ اس تذبذب اور اضطراب کے زمانہ میں مسلمانوں کے ذہن پر جو نفسیاتی کیفیت طاری تھی مرزا کو ان کے رفیق حکیم نور دین نے اس سے فائدہ اٹھانے کا مشورہ دیا۔ انکا خیال تھا کہ اگر وہ خود کو مثیل مسیح کا لبادہ اوڑھ کر قوم کے سامنے پیش کریں تو ساری قوم دل وجان سے انکا خیر مقدم کرے گی اور وہ احیائے ملت کے لئے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے سکیں گے۔ مرزا اپنے پیروکار حکیم نور دین کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا

"مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہ ہے ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے مشابہت رکھتی ہے۔

(اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم مولفہ میر قاسم علی قادیانی)

﴿مثیل مسیح سے مسیح موعود﴾

مرزا اپنے اس دعویٰ مثیل مسیح پر زیادہ عرصہ قائم نہ رہا بلکہ ایک قدم آگے بڑھا اور

سب سے پہلے حیات مسیح کے عقیدہ کو غلط بتا کر وفات مسیح کا اعلان کیا اور پھر اپنے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا اعلان ان الفاظ میں کیا:

”میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا“

(تحفہ گولڑویہ، سیف چشتیائی)

﴿مسیح موعود سے نبوت کا دعویٰ﴾

مرزا اپنے مسیح موعود ہونے کے دعویٰ پر تقریباً دس سال قائم رہا اور پھر ختم نبوت کے معروف اسلامی نظریہ کو (جس کا وہ خود بھی معتقد رہا تھا) غلط قرار دے کر نومبر 1901ء میں اپنی نبوت کا علان کر دیا اور اسی عقیدہ پر واصل جہنم ہوا اور بعد میں تمام قادیانی بھی اسی عقیدہ پر زور دیتے رہے۔ اب پھر قادیانی اپنے پیچھے والے عقیدہ کی اشاعت کرتے ہوئے اس طرح کے پمفلٹ پھیلا رہے ہیں کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ وہی مسیح موعود اور مہدی معہود ہے جس کے بارے میں پیش گوئیاں قرآن واحادیث میں موجود ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) چنانچہ لکھتے تھے:

”بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اس بات کے مدعی ہیں کہ آپ وہی مسیح اور مہدی ہیں جن کے ظہور کے متعلق قرآن کریم، احادیث نبویہ اور اقوال بندگان امت میں پیشین گوئیاں موجود ہیں اور آپ نے اپنا وہی مقام بیان فرمایا جو ان پیش خبریوں میں آنے والے مسیح اور مہدی کا بیان کیا گیا ہے اور جماعت احمدیہ آپ کو آپ کے جملہ دعاوی میں سچا جانتی ہے“۔

﴿مسیح اور مہدی کا مقام ص ۱، رقیم پریس اسلام آباد﴾

بہر حال اس فرقہ کے کذاب ہونے کی یہ عظیم دلیل ہے کہ یہ نہ اپنے کسی دعویٰ پر ثابت قدم رہ سکے ہیں اور نہ ثابت قدم رہ سکیں گے اب انشاء اللہ اس رسالہ میں سب سے

پہلے حیات مسیح علیہ السلام کو ثابت کیا جائے گا اور پھر قادیانیوں کے خود ساختہ عقائد پر دلائل کے جوابات ذکر کیے جائیں گے اور پھر ان کے دعوؤں کے منہ توڑ جوابات دیے جائیں گے

﴿حیات مسیح﴾

قارئین کرام! حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا زندہ ہونا اور آخری زمانہ میں نزول فرمانا قرآن کریم کی متعدد آیات وتفاسیر سے ثابت ہے۔ ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک کسی ایک صحابی یا تابعی یا مفسر محدث کا وفات مسیح پر کوئی قول نہیں ملتا۔

﴿پہلی آیت﴾

اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ ○

﴿ترجمہ﴾

جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ! بے شک میں تمہیں پوری عمر تک پہنچانے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور پاک کرنے والا ہوں ان لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا اور بنانے والا ہوں ان کو جنہوں نے آپ کی پیروی کی غالب، ان پر جنہوں نے کفر کیا۔ قیامت کے دن تک پھر میری طرف لوٹ آنا ہے تم نے۔ پس میں فیصلہ کروں گا تمہارے درمیان (ان امور کا) جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔

﴿پ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۵۵﴾

یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت کو بھی تسلیم نہیں کرتے تھے اور ان کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچایا کرتے اور مزید برآں آپ پر اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام پر گندے الزامات اور بہتان لگایا کرتے۔ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو فرما رہے کہ اے عیسیٰ! آپ پریشان نہ ہوں میں عنقریب آپ کے دامن کو ان الزامات سے صاف

کر دوں گا اور معاندین کی بد باطنی کا ساری دنیا مشاہدہ کرے گی ۔اس طرح کہ میں آپ کو اپنی طرف اٹھاؤں گا اور پوری عمر تک پہنچاؤں گا۔ گویا کہ اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ وعدہ فرمایا کہ میں آپ کو زندہ اپنی طرف اٹھاؤں گا اور اپنے پاس رکھ کر پوری عمر تک پہنچاؤں گا۔

اب اگر کوئی کم عقل اس کی یہ تاویل کرے کہ اس آیت میں "متوفیک" کا معنی موت دینے کا ہے اور اوپر اٹھانے سے مراد روح کا اوپر جانا ہے تو یہ تاویل بالکل غلط ہے کیونکہ لفظ "توفی، وفا" سے مشتق ہے۔ جس کے معنی پورا کرنے، پورا لینے کے ہیں۔ جیسے امام ابو عبداللہ القرطبی، "الجامع لاحکام القرآن" میں لکھتے ہیں توفیت مالی من فلان ای قبضته یعنی میں نے اس سے سارا مال واپس لے لیا۔

اور صاحب تاج العروس نے لفظ "توفی" کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا توفاہ اے لم یدع منه شیأً یعنی پورے کا پورا لے لیا اور اس سے کوئی چیز باقی نہیں رہنے دی۔

ہاں یہ لفظ موت کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوا ہے لیکن وہ اسکا مجازی معنیٰ ہے چنانچہ صاحب تاج العروس لکھتے ہیں "ومن المجاز ادرکته الوفاة ای الموت" اس کا مجازی معنی یہ ہے کہ اس کو وفات نے یعنی موت نے پالیا۔

نیز قرآن کریم میں اس لفظ کا معنی پور کرنا، پورا ہونا وغیرہ ہی مراد لیا جاتا ہے۔ چنانچہ رب العزت نے فرمایا "وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْۤ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ" "تم میرے وعدے کو پورا کرو میں تمہارے وعدے کو پورا کروں گا۔" "وَاَوْفُوا الْكَیْلَ اِذَا كِلْتُمْ" "ماپ کو پورا کرو جب تم ماپو۔" "یوفون بالنذر" "یعنی اپنی نذروں کو پورا کرتے ہیں۔" "اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ" "سوائے اسکے نہیں کہ تم قیامت کے دن پورا پورا اجر دیئے جاؤ گے

الغرض لفظ "توفی" کا حقیقی معنی پورا کرنا، پورا لینا وغیرہ ہے اور مجازی معنی موت دینا وغیرہ ہے اور علم معانی کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی لفظ کا ایک حقیقی معنی ہو اور دوسرا

مجازی معنیٰ ہو تو حقیقی معنیٰ کو مجازی پر ترجیح دی جائے گی۔ ہاں اگر کوئی ایسی نشانی ہو کہ جس کے ہوتے ہوئے حقیقی معنیٰ کا استعمال مشکل ہو تو اس وقت معنیٰ حقیقی کو ترک کر کے مجازی معنیٰ مراد لیا جائے گا۔ لیکن اگر ایسی قوی نشانیاں موجود ہوں جو حقیقی معنیٰ مراد لینے کے ہی مؤید ہوں تو اس حالت میں معنیٰ حقیقی کو ترک کر کے مجازی معنیٰ مراد لینا صریح غلطی ہے۔

کیونکہ یہاں حقیقی معنیٰ مراد لینے پر بے شمار نشانیاں موجود ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس آیت کا سیاق وسباق اس امر کا قوی قرینہ ہے کہ یہاں گفتگو ''نجران'' کے عیسائیوں سے ہو رہی ہے جو کہ حضرت مسیح کی الوہیت کے قائل تھے۔ مقصد کلام ہے اثبات توحید باری تعالیٰ اور بطلان الوہیت مسیح اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہوتے تو کتنی صاف بات تھی کہ نجران کے عیسائیوں سے کہہ دیا جاتا جس کو تم خدا مانتے ہو وہ تو مر چکے ہیں اور جو مر جائے کیا وہ کہیں خدا بن سکتا ہے۔ لیکن قرآن کا اس اسلوب کو اختیار نہ کرنا بلکہ اس انداز کو اپنانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قرآن کی اس آیت کا مدعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کو بیان کرنا نہیں۔

دوسری واضح نشانی حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

قال الحسن قال رسول الله ﷺ للیهود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة

یعنی رسول اللہ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں اور وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف لوٹ کر آئیں گے۔

ان تصریحات کی موجودگی میں حقیقی معنیٰ کو چھوڑ کر مجازی معنیٰ مراد نہیں ہو سکتا اسی لئے جمہور مفسرین کرام نے بھی حقیقی معنیٰ کو ہی مدنظر رکھا ہے چنانچہ:

﴿قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں﴾

قال الحسن والکلبی وابن جریح معناه انی قابضک

الی من الدنیا من غیر موت

﴿تفسیر مظہری جلد۲،ص ۵۶، تفسیر قرطبی ج۴، ۱۰۰﴾

حسن اور کلبی اور ابن جریج نے کہا کہ ''متوفیک'' کا معنٰی ہے میں تجھے دنیا سے اپنی طرف بغیر موت کے قبض کرنے والا ہوں۔

﴿امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں﴾

﴿اِذْقَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ﴾ قابضک ﴿وَرَافِعُکَ اِلَیَّ﴾ من الدنیامن غیر موت

جب فرمایا اللہ تعالٰی نے اے عیسیٰ میں تجھے قبض کرنے والا ہوں اور اٹھانے والا ہوں دنیا سے اپنی طرف بغیر موت کے۔

﴿تفسیر جلالین ص ۵۲﴾

جب فرمایا اللہ تعالٰی نے اے عیسیٰ! میں تجھے قبض کرنے والا ہوں اور اٹھانے والا ہوں دنیا سے اپنی طرف بغیر موت کے۔

﴿قاضی بیضاوی لکھتے ہیں﴾

﴿یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ﴾ ای مستوفی اجلک ومؤخرک الی اجلک المسمی عاصماایاک من قتلھم

اے عیسیٰ! میں تمہیں اپنی مقررہ مدت تک زندہ رکھنے والا ہوں اور تمہیں ان کے قتل کرنے سے بچانے والا ہوں۔

﴿بیضاوی جلد۲ص ۱۱﴾

﴿امام رازی لکھتے ہیں﴾

﴿اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ﴾ ای متمم عمرک فحینئذ اتوفاک فلااترکھم حتی یقتلوک بل انا رافعک الی سمائی ومقربک بملائکتی واصونک

عن ان یتمکنوا من قتلک وھذا تأویل حسن .

﴿ترجمہ﴾

میں تمہاری عمر کو پورا کرنے والا ہوں پھر اس وقت تجھے موت دوں گا پس نہیں چھوڑوں گا ان کو کہ آپ کو قتل کریں بلکہ میں تجھے اپنے آسمان کی طرف اٹھاؤں گا اور اپنے فرشتوں کا قریبی بناؤں گا اور تجھ کو بچاؤں گا کہ وہ آپ کے قتل پر کامیاب ہوں۔

﴿تفسیر ابن کبیر ج ۸، ص ۶۷﴾

نیز **امام ابن جریر** نے بھی حقیقی معنی کو ہی پسند کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

اولی الاقوال بالصحۃ عندنا قول من قال معنی ذالک انی قابضک من الارض ورافعک الی لتواتر الاخبار من رسول اللہ ﷺ .

﴿ترجمہ﴾

یعنی میرے نزدیک صحیح ترین قول یہ ہے کہ اے عیسیٰ! میں تجھے زمین سے قبض کرنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں کیونکہ حضور ﷺ کی احادیث متواترہ سے بھی یہی ثابت ہے کہ آپ کو زندہ آسمان پر اٹھایا گیا۔

اگر ان تمام قرائن ودلائل کے باوجود قادیانی موت والا معنی ہی مراد لے جس طرح کہ انہوں نے اپنے پمفلٹ وفات مسیح میں مراد لیا ہے اور اس کے صفحہ ۵ پر حضرت عبداللہ بن عباس کا ''متوفیک'' کی تفسیر ''ممیتک'' کو دلیل بنایا تو پھر بھی قادیانی کا مقصد حل نہیں ہوسکتا کیونکہ ''متوفیک'' اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنی یہ ہوگا کہ میں تجھے موت دینے والا ہوں۔ ماضی کا صیغہ نہیں کہ یہ معنی کیا جائے کہ میں نے تجھے موت دی نیز نحوی لحاظ سے واؤ مطلق جمع کے لئے ہے ترتیب کے لئے نہیں کہ یہ معنی کیا جائے کہ پہلے موت دینے والا ہوں پھر اپنی طرف اٹھانے والا ہوں بلکہ واؤ کے ماقبل اور مابعد میں تقدیم وتاخیر جائز ہے۔ لحاظہ مذکورہ دلائل کی وجہ سے معنی یہ ہوگا کہ پہلے اپنی طرف اٹھانے والا

ہوں اور بعد میں موت دینے والا ہوں اور حضرت عبداللہ بن عباس تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں۔آپ کا تقدیم وتاخیر کے بارے میں قول تفسیر درمنثور، ابن جریر، ابن کثیر وغیرہ میں موجود ہے۔

نیز تقدیم وتاخیر کی اکثر مثالیں قرآن مجید بھی مذکور ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۝ اے مریم! خلوص سے عبادت کرتی رہ اپنے رب کی اور سجدہ کر اور رکوع کر رکوع کرنے والوں کے ساتھ"۔

تو یہاں سجدہ کا ذکر پہلے ہے اور رکوع کا بعد میں حالانکہ حقیقت میں رکوع پہلے پہلے ہوتا ہے اور سجدہ بعد میں۔

کَذٰلِکَ یُوْحِیْ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ یعنی اسی طرح وحی فرماتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی طرف اور ان کی طرف جو آپ سے پہلے تھے۔

یہاں بھی حضور ﷺ کا ذکر پہلے کیا ہے اور گذشتہ لوگوں کا ذکر بعد میں کیا۔

﴿﴾ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی آسمانوں اور زمین کا موجد ہے۔

حالانکہ دوسری آیت میں زمین کا ذکر پہلے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔"ھُوَالَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعاً ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ ،یعنی وہ ہی ہے جس نے بنایا تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے پھر نظر فرمائی آسمان کی طرف۔

تو ان آیات سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید میں بھی واؤ کے ماقبل ومابعد کی ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا گیا لہٰذا "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ" میں معنی یہ ہوگا کہ اے عیسیٰ! پہلے تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور پھر موت دینے والا ہوں۔

﴿دوسری آیت﴾

"وَقَوْلِھِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَاقَتَلُوْہُ وَمَاصَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ مَالَھُمْ بِہٖ مِنْ

عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِ وَمَاقَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۝"

﴿ترجمہ﴾

اوران کا کہنا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کیا جو اللہ کے رسول ہیں حالانکہ نہ انہوں نے قتل کیا ان کو اور نہ سولی چڑھایا لیکن شبہ میں ڈالا گیا انکو اور یقیناً جنہوں نے اختلاف کیا ان کے بارے میں وہ بھی شک وشبہ میں ہیں ان کو اس امر کا کچھ بھی علم نہیں بجز اس کے کہ وہ پیروی کرتے ہیں گمان کی اور نہیں قتل کیا انہوں نے اسے یقیناً بلکہ اٹھالیا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

﴿پارہ نمبر ٦، سورۃ نساء، آیت نمبر ۱۵۷﴾

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور مرزائیوں کے عقائد کی صراحۃً نفی کی کہ یہود کا یہ دعویٰ کہ "ہم نے معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے یا سول پر چڑھایا ہے"۔ بالکل غلط ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا ہے۔

کیونکہ جب یہودیوں نے فلسطین کے رومی گورنر پیلاطس کی عدالت میں آپ کے خلاف مقدمہ دائر کیا اور آپ پر الزام لگایا کہ آپ دین موسوی میں تحریف کرتے ہیں اور جھوٹی شہادتیں پیش کر کے اسے مجبور کیا کہ آپ کو پھانسی کی سزا دے اور جب اسے پس وپیش کرتے دیکھا تو اس کو فتنہ وبغاوت کی دھمکی دی، تو پیلاطس نے انکے دباؤ کے زیر اثر آپ کو بے گناہ اور معصوم یقین کرتے ہوئے سولی دینے کا حکم دے دیا۔

(انجیل متیؔ)

تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت غالبہ اور حکمت کاملہ سے عیسیٰ علیہ السلام کو تو بچالیا اور ایک منافق کی شکل کو آپ کے مشابہ کر دیا۔ یہودی اس کو مسیح سمجھ کر پکڑ لے گئے اور اسے پھانسی دے دیا۔ اب مسیح کے نام سے واقف جتنی قوتیں جہاں کہیں بستی تھیں۔ سب اس غلط

فہمی کا شکار تھیں کہ آپ کو سولی دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس غلط فہمی کا ازالہ فرماتے ہوئے یہ علان فرمایا کہ انکو نہ قتل کیا گیا ہے اور نہ سولی چڑھایا گیا ہے بلکہ یہ صرف یہودیوں کی غلط فہمی ہے حقیقت میں اللہ رب العزت نے ان کے سولی چڑھانے سے پہلے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا۔

اب قرآن کریم کے اس ارشاد مبارک کے بعد تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ یہود کا دعویٰ بالکل غلط ہے حقیقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا ہے نیز تمام مفسرین کرام نے اس کی یہی وضاحت کی ہے چنانچہ ان میں سے چند مفسرین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

﴿امام رازی فرماتے ھیں﴾

"ان الیہود لما علموا انہ حاضر فی البیت الفلانی مع اصحابہ امر یہود رأس الیہود رجلا من اصحابہ یقال لہ طیطایوس ان یدخل علی عیسیٰ علیہ السلام ویخرجہ لیقتلہ فلما دخل علیہ اخرج اللہ عیسیٰ علیہ السلام من سقف البیت والقی علی ذالک الرجل شبہ عیسیٰ فظنوہ ہو فصلبوہ وقتلوہ"

(تفسیر کبیر جلد ۱۱، ص ۱۰۰)

﴿ترجمہ﴾

جب یہودیوں کو معلوم ہوا کہ آپ اپنے ساتھیوں سمیت فلاں گھر میں موجود ہیں تو یہودیوں کے سردار نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو حکم دیا جس کو طیطایوس کہا جاتا تھا کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس داخل ہو اور ان کو نکالے تاکہ ان کو (معاذ اللہ) قتل کیا جائے جب وہ ان پر داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو گھر کی چھت سے نکال لیا اور اس آدمی کو عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ کر دیا انہوں نے گمان کیا کہ وہی (عیسیٰ علیہ السلام) ہیں

اسکو سولی لٹکایا اور قتل کیا۔

﴿قاضی بیضاوی لکھتے ہیں﴾

روی عن ابن عباس رضی الله عنهما ان رهطا من الیهود سبوه علیه السلام وامه فدعاعلیهم فمسخوا قردة و خنازیر فبلغ ذالک یهوذ رأس الیهود فخاف فجمع الیهود فاتفقوا علی قتله فساروا الیه لیقتلوه فادخله جبریل علیه السلام بیتا ورفعه منه الی السماء ولم یشعروا بذالک فدخل علیه طیطانوس یقتله فلم یجده و ابطاء علیهم والقی الله تعالیٰ علیه شبه عیسی علیه السلام فلما خرج قتلوه وصلبوه

(روح المعانی پ ۶، ص ۱۰، بیضاوی شریف ج ۲، ص ۸۲)

﴿ترجمہ﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ یہودیوں کے ایک گروہ نے آپ علیہ السلام اور آپ کی والدہ کو گالیاں دیں تو آپ نے ان کے لئے دعا کی وہ بندروں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ ہو گئے جب یہودیوں کے سردار ''یہوذ'' کو یہ خبر پہنچی تو وہ خوفزدہ ہوا اور یہودیوں کو جمع کیا تو انہوں نے آپ کے قتل پر اتفاق کیا اور آپ کو قتل کرنے کے لئے بڑھے تو جبریل علیہ السلام نے آپ کو گھر میں داخل کیا اور وہاں سے آسمان کی طرف اٹھالیا انہیں اس معاملہ کا کوئی شعور نہ ہوا۔ ''طیطانوس'' آپ کو (معاذ اللہ) قتل کرنے کے لئے آپ پر داخل ہوا اور آپ کو نہ پایا۔ ان کی طرف ناکام لوٹا اللہ تعالیٰ نے اس پر عیسیٰ علیہ السلام کی مشابہت ڈال دی۔ جب وہ نکلا تو انہوں نے اس کو قتل کیا اور سولی چڑھایا۔

﴿علامہ ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں﴾

عن ابی صالح عن ابن عباس انه امر یهوذ ارأس الیهود ورجلا من اصحابه یقال له طیطانوس ان یدخل بیتا کان عیسیٰ فیه لیقتله فرفعه الله الی

السماء والقی اللہ شبهه علی طیطانوس فلما خرج ظنو ا انه عیسیٰ فاخذ وصلب

﴿ترجمہ﴾

حضرت ابو صالح عبداللہ بن عباس سے روایت فرماتے ہیں کہ یہودیوں کے سردار یہوذ نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک آدمی کو حکم دیا جسے ''طیطانوس'' کہا جاتا تھا کہ اس گھر میں داخل ہو جس میں عیسیٰ علیہ السلام موجود تھے تاکہ انکو (معاذ اللہ) قتل کرے پس ان (عیسیٰ علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف اٹھالیا اور طیطانوس پر ان کی مشابہت ڈال دی جب وہ نکلا تو انہوں نے اسے عیسیٰ السلام گمان کیا پس اسے پکڑا گیا اور سولی دیا گیا

ان مفسرین کرام کے اقوال اور احادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا گیا اور نہ سولی چڑھایا گیا بلکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا اور جس کو قتل کر کے یہودیوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کے قتل کا دعویٰ کیا وہ حقیقت میں طیطانوس نامی شخص تھا جس کی صورت کو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت کے مشابہ کر دیا اور یہودیوں نے اسے قتل کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام صحیح سلامت اپنے جسم ظاہری سمیت آسمان کی طرف اٹھالیا گئے اب اگر کوئی اس کی یہ تاویل کرے کہ آپ کے جسم کو قتل کیا گیا اور رفع سے مراد آپ کی روح مبارک کا رفع ہے تو یہ بالکل غلط ہے۔

﴿اولاً﴾

اس لئے کہ '' قتلوہ اور صلبوہ '' کی ضمیریں حضرت عیسی علیہ السلام کی طرف لوٹ رہی ہیں جن کو عیسیٰ بن مریم اور رسول اللہ کہا جاتا ہے اور عیسیٰ بن مریم رسول اللہ آپ کے جسم معین اور جسد خاص کا نام ہے اور لقب ہے نہ کہ روح کا کیونکہ کوئی بھی روح اس وقت تک کسی اسم کے ساتھ موسوم اور لقب کے ساتھ ملقب نہیں ہوتی جب تک اس کا تعلق کسی جسم کے ساتھ نہ ہو تو لازماً یہ ماننا پڑے گا کہ قتل اور صلب کی نفی سے آپ کے جسد اطہر

کے قتل اور صلب کی نفی مراد ہے نہ کہ روح کی اور رفع الی السماء سے آپ کے جسد اطہر کا رفع مراد ہے نہ کہ روح کا۔

﴿ثانیاً﴾

یہودیوں کا دعویٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کے قتل اور صلب کا تھا۔ روح کے قتل اور صلب کا دعویٰ نہیں تھا اور اللہ رب العزت نے "بل رفعہ اللہ" سے اس کی تردید فرمائی ہے۔ لہٰذا جو دعویٰ ہوگا تردید بھی اس کی کی جائے گی۔ جب دعویٰ جسم کے قتل وصلب کا ہے تو تردید بھی جسم کے قتل وصلب کی کی جائے گی اور رفع الی السماء سے مراد بھی جسم کا رفع مراد ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

﴿تیسری آیت﴾

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ○

﴿ترجمہ﴾

اور نہیں ہے کوئی بھی اہل کتاب میں سے مگر وہ یقیناً ایمان لائے گا عیسیٰ علیہ السلام پر آپ کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان پر گواہ ہوں گے۔

اس آیت مقدسہ میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کے وصال شریف سے پہلے آپ پر یقیناً ایمان لائیں گے بعض نے کہا ہے کہ "قبل موتہ" کی ضمیر کا مرجع کتابی ہے یعنی ہر اہل کتاب پرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام نبوت وعبدیت منکشف ہو جاتا ہے اور وہ اس پر ایمان لے آتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اس کے بندے ہیں مگر اکثر مفسرین کرام کے نزدیک "بہ اور موتہ" میں دونوں ضمیروں کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور معنی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول من السما کے وقت جتنے بھی اہل کتاب موجود ہوں گے وہ تمام آپ کے وصال فرمانے

سے پہلے آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

﴿چنانچہ امام المفسرین **امام فخرالدین رازی** رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں﴾

قولہ ﴿قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ ای قبل موت عیسیٰ والمراد ان اهل الکتاب الذین یکونون موجودین فی زمان نزوله لابد ان یؤمنوا به .

﴿تفسیر کبیر ج ۱۱، صفحہ ۱۰۴﴾

﴿ترجمہ﴾

اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ ان کی موت سے پہلے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے اور اس سے مراد یہ ہے جو اہل کتاب آپ کے نازل ہونے کے وقت میں موجود ہوں گے وہ ضرور آپ پر ایمان لائیں گے۔

﴿اور علامہ اسمٰعیل حقی لکھتے ھیں﴾

الضمیران لعیسیٰ والمعنی وما من اهل الکتاب الموجودین عند نزول عیسیٰ من السمآء احد الا لیومنن به قبل موته

﴿ترجمہ﴾

دونوں ضمیرین عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں اور معنی یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کے وقت جو بھی اہل کتاب موجود ہوں گے وہ یقیناً آپ کے وصال سے پہلے آپ پر ایمان لائیں گے۔

﴿روح البیان جلد ۲، ص ۳۲۰﴾

﴿ابن کثیر حضرت عبداللہ ابن عباس کا قول نقل کرتے ہوئے فرما تے ھیں﴾

﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ قال قبل موت عیسیٰ ابن مریم وقال العوفی عن ابن عباس مثل ذالک وقال ابومالک

فی قولہ ﴿اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ﴾ قال ذالک عند نزول عیسیٰ موت عیسیٰ ابن مریم علیه السلام لا یبقیٰ احد من اهل الکتاب الا امن به

﴿ترجمه﴾

﴿وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَاب الآخر﴾ میں قبل موتہ کے بارے میں فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم کی موت سے پہلے اور عوفی نے ابن عباس سے اسی طرح نقل فرمایا اور ابو مالک نے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ﴾ کے بارے میں فرمایا (اس سے مراد یہ ہے) کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کے نزول کے وقت آپ کی موت سے پہلے کوئی اہل کتاب میں سے باقی نہیں رہے گا مگر وہ یقیناً آپ پر ایمان لائے گا۔

﴿تفسیر ابن کثیر جلد۱، صفحہ ۵۷۶﴾

﴿علامه قرطبی لکھتے ھیں﴾

﴿وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ﴾ قال قبل موت عیسیٰ والله انه لحی عندالله الان ولکن اذا نزل امنوا به اجمعون .

﴿ترجمه﴾

﴿وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَاب الآخر﴾ فرمایا عیسیٰ علیہ السلام کی مدت سے پہلے اور اللہ کی قسم! وہ ابھی تک اللہ تعالیٰ کے پاس زندہ ہیں لیکن جب نزول فرمائیں گے تو وہ یعنی اہل کتاب تمام آپ پر ایمان لائیں گے۔

﴿صاحب تفسیر حسینی لکھتے ھیں﴾

اہل کتاب ایمان ارند بعیسیٰ پیش از مرگ عیسیٰ وآن وقتی بود کہ از آسمان فرد آید ودجال را بکشد وہمہ اہل کتاب بدو ایمان ارند

﴿ترجمه﴾

اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام پر آپ کے وصال سے پہلے ایمان لائیں گے اور وہ

وقت ہوگا کہ آپ آسمان سے نیچے تشریف لائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور تمام اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے۔

﴿تفسیر حسینی جلد ا، صفحہ ۱۴۲﴾

﴿اور علامہ قرطبی امام جریر کا قول نقل فرماتے ھیں﴾

قال ابن جریر واولیٰ الاقوال بالصوته والصواب قول من قال تاویل ذلک ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بعیسٰی قبل موت عیسٰی

﴿تفسیر قرطبی پارہ ۹ صفحہ ۱۱﴾

تمام اقوال سے زیادہ صحیح اور درست یہی ہے کہ تمام اہل کتاب عیسی علیہ السلام پر آپ کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے۔

قارئین کرام! قرآن کریم کی ان آیات اور مفسرین کرام کے اقوال سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام یقیناً زندہ ہیں اور آپ زمین پر نزول فرمائیں گے آپ کے نزول کے وقت جتنے بھی اہل کتاب موجود ہوں گے وہ تمام آپ پر ایمان لائیں گے اور پھر آپ وصال فرمائیں گے نیز آپ کے نزول من اسماء کے بارے میں بے شمار صحیح احادیث موجود ہیں جن کو انشاء اللہ علامات مسیح میں ذکر کیا جائے گا

﴿پمفلٹ وفات مسیح کے جوابات﴾

﴿سوال نمبر 1﴾

حضرت عیسی بن مریم ایک سو بیس سال زندہ رہے

﴿کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۰. وفات مسیح صفحہ ا﴾

﴿جواب: ا﴾ حدیث کے الفاظ یہ ہیں عاش عیسی ابن مریم عشرین ومائۃ سنۃ۔ کہ عیسی ابن مریم بیس سال رہے یہاں زندہ رہنے یا وصال فرمانیکا اضافہ کرنا محض خیانت ہے

﴿جواب: ۲﴾ یہ حدیث شاذ ہے صحیح حدیث یہ ہے کہ آپ تینتیس سال زمین پر

رہے اور صحیح حدیث کو چھوڑ کر شاذ حدیث دلیل بنانا یہ قائدہ کلیہ کے ہی خلاف ہے۔

﴿سوال نمبر2﴾

اگر حضرت موسی اور عیسی زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔

(الیواقیت والجواہر صفحہ ۲۲، وفات مسیح صفحہ ۱)

﴿جواب:۱﴾ یہ حدیث الیواقیت والجواہر میں نہیں ملی البتہ ابن کثیر نے اس طرح کی حدیث لکھی ہے مگر اس کی سند ذکر نہیں کی اور نہ ہی کسی راوی کا ذکر کیا لھذا یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ صحیح حدیث یہ ہے کہ لو کان موسی حیا لا وسعہ الا اتباعی اگر موسی زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ جملہ اس وقت ارشاد فرمایا جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تورات پڑھتے ہوئے دیکھا اور تورات حضرت موسی علیہ السلام پر نازل ہوئی ہے نہ کہ حضرت عیسی علیہ السلام پر لہذا یہاں حضرت عیسی علیہ السلام کے ذکر کی تو ضرورت ہی نہیں۔

﴿جواب:۲﴾ اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں بھی فرمایا جیسا کہ آپ نے شرح فقہ اکبر کہ حوالہ سے لکھا ہے کہ حضور نے فرمایا اگر عیسی زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے بغیر کوی چارہ نہ ہوتا تب بھی یہاں زندہ ہونے سے زمین پر احکام شرعیہ کا مکلف ہونا مراد ہے ورنہ ایک حضرت عیسی علیہ السلام نہیں بلکہ تمام انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں چنانچہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ”ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تا کل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی ویرزق فی قبرہ، کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے جسموں کا کھانا حرام کیا ہے پس اللہ کے نبی زندہ ہیں اور ان کو ان کی قبروں میں رزق دیا جاتا ہے۔

﴿جواب:۳﴾ اس حدیث میں حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو مردہ کیسے ارشاد فرمایا جبکہ صحیح مرفوع حدیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ”ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل الیوم القیامۃ، یعنی بے شک عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں اور وہ قیامت کے دن

پہلے تمہاری طرف لوٹنے والے ہیں۔

﴿سوال نمبر3﴾

آنحضرت ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کو توحید کا پیغام دیتے ہوئے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔

﴿اسباب النزول ص ۵۳۶﴾

﴿جواب﴾

اسباب النزول علی کی اصل عبارت یہ ہے کہ ''یاتی علیہ الفناء'' اس عبارت میں لفظ ''یاتی'' مضارع کا صیغہ ہے جو زمانہ موجودہ یا آئندہ پر دلالت کرتا ہے نہ کہ گزشتہ زمانہ پر جبکہ آپ نے اس کا معنی کیا کہ وفات پا چکے ہیں جس سے واضح معلوم ہوتا کہ یہ ترجمہ ماضی کا ہے تو مضارع کے صیغہ کا زمانہ گزشتہ والا ترجمہ کرنا بہت بڑی بے وقوفی ہے۔ حالانکہ معنی یہ ہے کہ وہ وفات پائیں گے۔ پا چکے والا معنی تو کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتا اور یہ اہل سنت کا مسلم عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضرور وفات پائیں گے۔

﴿سوال نمبر4﴾

حضور ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی طرف وحی کی کہ اے عیسیٰ! ایک سے دوسری جگہ کی طرف نقل مکانی کرتا رہ تا کہ کوئی تجھے پہچان دکھ نہ دے۔

﴿کنز العمال جلد ۲، ص ۳۴، وفات مسیح ص ۲﴾

حضرت عیسیٰ ہمیشہ سیر و سیاحت کرتے تھے اور جہاں شام پڑتی تھی جنگل کی سبزیاں کھاتے اور خالص پانی پیتے تھے۔

﴿کنز العمال جلد ۲، ص ۷۱، وفات مسیح ص ۱۲﴾

﴿جواب﴾

یہ وفات مسیح کی کون سی دلیل ہے اس میں آپ کی سیر وسیاحت کا ذکر ہے تو ہو سکتا ہے آپ جو تینتیس سال زمین پر رہے ان میں سیر وسیاحت کرتے رہے ہوں اس کا وفات مسیح کے ساتھ تو دور کا بھی تعلق نہیں لہٰذا آپ کا اس کو یہاں ذکر کرنا بالکل لغو ہے۔

﴿سوال نمبر 5﴾

آنحضرت ﷺ نے جہاں امت محمدیہ میں مسیح موعود کی خبر دی ہے وہاں ساتھ ہی فرمایا ہے ''امامکم منکم'' تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔

﴿بخاری شریف، کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ﴾

صحیح مسلم کی روایت اس کی مزید وضاحت کرتی ہے آپ نے فرمایا ''امامکم منکم'' تمہاری امامت کرے گا اور تم میں سے ہوگا۔

﴿مسلم شریف، کتاب الایمان باب بیان نزول عیسیٰ، وفات مسیح ص ۲﴾

﴿جواب﴾

''امامکم منکم'' سے مراد یہ نہیں کہ تم میں پیدا ہوگا اور امامت کرائے گا بلکہ مراد یہ ہے کہ تمہارے دین کا پیروکار ہوگا اور تمہارے ہی دین کی اشاعت کرے گا نیز جہاں بخاری شریف میں یہ حدیث موجود ہے وہاں اگر آپ حاشیہ کا مطالعہ فرما لیتے تو اس کا جواب آپ کو وہیں مل جاتا کہ محشی نے اس کی وضاحت فرماتے ہوئے لکھا ہے ''یحکم بینکم بالقرآن لا بالانجیل'' تمہارے درمیان قرآن سے فیصلہ فرمائے گا نہ کہ انجیل سے اور امام مسلم نے جہاں یہ حدیث نقل فرمائی ہے وہاں ساتھ ہی اس کے راوی ''ابن ابی ذئب'' کا جواب نقل فرمایا کہ ''فامکم بکتاب ربکم عز وجل وسنة نبیکم ﷺ'' تمہارے رب عزوجل کتاب اور تمہارے نبی ﷺ کی سنت کے مطابق تمہیں امام کرائے گا۔

﴿مسلم جلد ۱، ص ۸۷﴾

﴿سوال 6﴾

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ مجھے امت محمدیہ کا امام مہدی بنادے تو اللہ نے فرمایا اس کا وجود احمد ﷺ کے ذریعہ (یعنی اس کی امت میں سے) ہوگا۔

﴿کتاب المہدی ص ۱۱۴، وفات مسیح ص ۳﴾

﴿جواب:۱﴾ کتاب المہدی کوئی حدیث کی کتاب نہیں۔

﴿جواب:۲﴾ اس دعا کا وفات مسیح کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس میں آپ کی وفات وحیات کا کوئی ذکر ہے۔

﴿جواب:۳﴾ آپ کی یہ دلیل آپ کے ہی دعویٰ کے خلاف ہے کیونکہ آپ نے اپنے پملٹ مسیح اور مہدی کا مقام میں اپنا عقیدہ ذکر کیا کہ مرزا غلام احمد کا دعویٰ ہے آپ وہی مسیح اور مہدی ہیں جن کے آنے کی پیشگوئیاں احادیث میں موجود ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس دعا سے پتہ چلا کہ مسیح اور ذات ہے اور مہدی اور ذات ہے لہٰذا جو مسیح ہوگا وہ مہدی نہیں اور جو مہدی ہوگا وہ مسیح نہیں تو مرزا قادیانی مسیح اور مہدی دونوں کیسے ہوگیا۔

﴿جواب نمبر:۴﴾ ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ امام مہدی کا وجود حضور ﷺ کے ذریعے ہوگا بلکہ امام مہدی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے۔ ''سنذکرہ فی علامات مہدی انشاء اللہ تعالیٰ''

﴿سوال نمبر 7﴾

حضور نے مسیح ناصری اور مسیح موعود کے الگ الگ حلیے بھی بیان فرمائے ہیں حضرت عیسیٰ سرخ رنگ کے اور گھنگریالے بالوں والے اور چوڑے سینے والے تھے۔ آنے والا مسیح موعود گندمی رنگ اور سیدھے بالوں والا ہے۔

﴿صحیح بخاری کتاب الانبیاء، باب واذکر فی الکتاب مریم، وفات مسیح ص ۳﴾

﴿جواب:۱﴾ آپ اگر دونوں حدیثوں کو مکمل پڑھ لیتے تو جواب وہاں ہی مل جاتا کیونکہ

دوسری حدیث کی شروع میں راوی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے یہ الفاظ موجود ہیں کہ ''لا واللہ ما قال النبی ﷺ بعیسیٰ احمر '' اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سرخ نہیں کہا۔

ایک راوی حضرت مسیح کا رنگ سرخ ذکر کر رہے ہیں جبکہ دوسرے جملہ قسمیہ ذکر کر کے اس کی تردید کر رہے ہیں لہٰذا دونوں راویوں کے بیان حدیث کے انداز سے معلوم ہو رہا ہے یہاں ایک شخص کے دونوں حلیے بیان ہو رہے ہیں الگ الگ ذاتوں کے یہ حلیے نہیں۔

﴿جواب:۲﴾ دونوں حلیے ایک ہی ذات کے ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے رنگ میں سرخی اور سفیدی ملی ہوئی تھی جیسا کہ ابوداؤد میں حدیث موجود ہے ''فاذا رائتموہ فاعرفوہ فانہ رجل مربوع الی الحمرو البیاض '' جب تم اسے دیکھو تو پہچان لو کہ اس کا رنگ سرخی اور سفیدی کے درمیان ہے لہٰذا ایسے رنگ کو سرخ بھی کہا جا سکتا ہے اور گندمی بھی کہا جا سکتا ہے۔

رہی بات آپ کے بالوں کی تو آپ کے بال نہ زیادہ گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے اس لئے آپ کے بالوں کو کبھی حضور ﷺ نے گھنگریالا کہا اور کبھی سیدھا کہہ دیا لہٰذا اس سے الگ الگ حلیے ثابت نہیں ہو سکتے۔

﴿سوال نمبر 8﴾

حضور ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں صحابہ کرام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے لوگو! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم اپنے نبی کی موت سے خوفزدہ ہو۔ کیا مجھ سے پہلے مبعوث ہونے والا کوئی نبی بھی ایسا گزرا ہے جو غیر طبعی عمر پا کر ہمیشہ زندہ رہا ہو کہ میں ہمیشہ زندہ رہ سکوں گا یاد رکھو کہ میں اپنے رب سے ملنے والا ہوں۔

﴿المواہب اللدنیہ ج ۲، ص ۳۶۸﴾

﴿جواب:۲﴾ یہ روایت مواہب لدنیہ میں موجود نہیں ہے اور نہ ہی مواہب لدنیہ کی

دوسری جلد کے صفحہ ۳۶۸ صفحے ہیں لہٰذا یہ آپ کا حوالہ غلط ہے۔

﴿جواب:۲﴾ اگر بالفرض یہ روایت کہیں موجود ہو تب بھی یہ حیات مسیح کے منافی نہیں کیونکہ حضور ﷺ نے یہاں ہمیشہ زندہ رہنے کی نفی فرمائی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ آپ ابھی تک زندہ ہیں اور نزول فرمانے کے بعد وصال فرمائیں گے۔ اس پر بیشمار دلائل میں پہلے ذکر کر چکا ہوں اور حضور کی حدیث ''ان عیسیٰ لم یمت ، الاخر ''میں نے ذکر کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور کا یہ ارشاد حیات مسیح کے مخالف نہیں نیز جب آپ نزول من السماء کے بعد وصال فرمائیں گے تو ہمیشہ زندہ نہ رہے۔ لہٰذا حضور ﷺ کے ہمیشہ زندہ رہنے کی نفی فرمانے کے مخالف نہیں۔

﴿سوال نمبر 9﴾

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام کا سب سے پہلا اجماع حضرت عیسیٰ کی وفات پر ہوا کئی صحابہ نے شدت محبت اور غم کی وجہ سے حضور کو وفات یافتہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تب حضرت ابوبکر تشریف لائے اور سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۴۵ تلاوت فرمائی ''ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل ''یعنی محمد صرف ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں یہ آیت سن کر سب صحابہ نے حضور کو فوت شدہ مان لیا اگر کوئی ایک صحابی بھی حضرت عیسیٰ کو زندہ سمجھتا تو وہ یہ کہہ سکتا تھا کہ اگر حضرت عیسیٰ رسول ہو کر اب تک زندہ ہیں تو آنحضرت ﷺ کیونکر فوت ہو سکتے ہیں۔

﴿بخاری شریف، کتاب المغازی، باب مرضی النبی ﷺ، وفات مسیح ص ۴﴾

﴿جواب نمبر:۱﴾ اس آیت مقدسہ میں ''خلت'' کا معنیٰ فوت ہونا یا مر جانا نہیں آپ عربی لغت کی کسی کتاب سے بھی اسکا معنیٰ فوت ہونا ثابت نہیں کر سکتے۔ بلکہ یہ ''خلو'' سے بنا ہے اس کا معنیٰ جگہ کا رہنے والوں سے خالی ہونا گزر جانا وغیرہ ہے۔

﴿المنجد ص ۲۹۵﴾

اور" قد خلت من قبله الرسل " کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ سے پہلے رسول گزر گئے۔ مر کر گزر گئے یا کسی اور طریقہ سے گزر گئے بہر حال ظاہری نبوت کی جگہ خالی کر چکے ہیں یہی وجہ ہے کہ اب جب آپ نزول فرمائیں گے تو کوئی نیا دین نہیں لائیں گے بلکہ دین محمدی کے ہی پیروکار ہوں گے۔

﴿جواب نمبر:۲﴾ "الرسل "میں الف لام استغراقی نہیں کہ آپ اس سے یہ ثابت کریں کہ حضور سے پہلے تمام تر رسول فوت ہو چکے ہیں بلکہ یہاں الف لام جنسی ہے اور معنی یہ ہے کہ آپ سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے ہیں اگر آپ یہاں الف لام استغراقی مان کر اپنا موقف ثابت کریں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی اس طرح کی آیت موجود ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا"ماالمسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل "اب آپ یہاں بھی یہی معنی مرادلو گے کہ مسیح بن مریم سے پہلے تمام تر رسول فوت ہو چکے ہیں حالانکہ حضور علیہ السلام کی ذات مقدسہ ابھی تک ظاہری دنیا پر پیدا ہی نہیں ہوئی لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ نہ ہی "خلت" کا معنی مرنا ہے اور نہ ہی الف لام استغراقی ہے۔ بلکہ آپ کا اس آیت کو وفات مسیح کی دلیل بنانا باطل ہے۔

نیز صحابہ کرام کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے پر اعتراض نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ تمام صحابہ کرام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مکمل علم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف زندہ اٹھائے گئے ہیں اور نزول کے بعد آپ بھی وصال فرمائیں گے جیسا کہ قرآن کریم کی آیات اور حضور ﷺ کی احادیث سے ثابت ہے۔

﴿سوال نمبر 10﴾

فرقہ اہل حدیث کے بانی محمد بن عبدالوہاب تحریر فرماتے ہیں "حضور ﷺ کی وفات کے بعد بحرین کے کئی لوگ اس بات سے مرتد ہو گئے کہ اگر حضور رسول ہوتے تو ہرگز

فوت نہ ہوتے۔

تب صحابی رسول حضرت جارود بن معلیٰ نے ان سے خطاب کیا اور فرمایا آنحضرت ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں آپ ویسے ہی زندہ رہے جیسے حضرت موسیٰ اور عیسیٰ زندہ رہے اور اس طرح انتقال کر گئے جیسے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ نے وفات پائی یہ سن کر سب لوگ اسلام میں واپس آ گئے۔

﴿مختصر سیرۃ الرسول صفحہ ۱۸۷، وفات مسیح ص ۵﴾

﴿جواب نمبر:۱﴾ مختصر سیرۃ الرسول کوئی حدیث کی کتاب نہیں اور نہ ہی علامہ عبدالوہاب کوئی محدث ہیں بلکہ مختصر سیرۃ رسول تو سیرت کی بھی معتبر کتاب نہیں نیز ایسی کتابوں سے عقائد کو ثابت کرنا بالکل لغو ہے۔

﴿جواب نمبر:۲﴾ مختصر سیرہ الرسول میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اور ان کی وفات یا زندہ رہنے کی کوئی ذکر نہیں لہٰذا ایسی خیانت کرنے سے اجتناب کریں۔

﴿سوال نمبر11﴾

حضرت علی کی وفات پر حضرت امام حسن نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا ''حضرت علی اس رات فوت ہوئے جس رات حضرت عیسیٰ بن مریم کی روح اٹھائی گئی تھی۔ یعنی ۲۷ رمضان کی رات۔

﴿طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۳۹، وفات مسیح ص ۵﴾

﴿جواب نمبر:۱﴾ یہ روایت موضوع ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی ''واکدی'' ہے جو کہ بڑا کذاب ہے لہٰذا موضوع روایت تو قابل بیان ہی نہیں چہ جائیکہ اس سے عقائد کو ثابت کیا جائے۔

﴿جواب نمبر:۲﴾ کسی بھی صحیح روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات ۲۷ رمضان کو ثابت نہیں بلکہ صحیح روایت کے مطابق آپ نے ۲۱ رمضان ۴۰ھ میں وفات پائی۔ اس لحاظ

سے بھی طبقات ابن سعد کی روایت صحیح نہیں۔

﴿سوال نمبر 12﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آیت ''انی متوفیک'' کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''ممیتک'' یعنی میں تجھے وفات دینے والا ہوں۔

﴿بخاری شریف، کتاب التفسیر سورۃ مائدہ باب ما جعل اللہ من بحیرۃ﴾

﴿جواب﴾

اس سوال کا جواب میں نے آیت ''انی متوفیک'' کے تحت صفحہ...... پر ذکر کیا ہے

﴿کیا مرزا قادیانی مسیح اور مھدی ھے ؟﴾

قارئین کرام! اس سے قبل آپ پڑھ چکے ہیں کہ قادیانیوں نے اپنے پمفلٹ مسیح اور مہدی کے مقام میں یہ دعویٰ کیا کہ مرزا قادیانی وہی مسیح اور مہدی ہے جن کی آمد کی پیشین گوئیاں احادیث میں مذکور ہیں تو اس سلسلہ میں یہ جاننا ضروری ہے کہ مسیح اور مہدی کی آمد کی علامات میں سے مرزا صاحب میں کسی کی علامات پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ اگر پائی جاتی ہیں تو آپ مسیح یا مہدی ہوئے اور اگر نہ پائی جائیں تو آپ نہ مسیح ہوئے نہ مہدی بلکہ کذاب ہوئے

﴿علامات مسیح﴾

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں

قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسرا لصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة و یفیض المال حتیٰ لا یقبله وتکون السجدة الواحدة خیر من الدنیا ومافیها ثم یقول ابوهریرة فاقرؤا ان شئتم "وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته"

﴿بخاری شریف، جلد ا ص ۴۹۰﴾

﴿ترجمہ﴾

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ضرور تم میں عیسیٰ ابن مریم عادل حاکم کی حالت میں نازل ہوں گے اور صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو اٹھائیں گے۔ مال اتنا زیادہ ہوگا کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا اور ایک سجدہ دنیا اور دنیا بھر کی چیزوں سے بہتر ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں اگر چاہو تو پڑھو "وان من اھل الکتاب ،الاخر " کہ اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائے۔

اس حدیث شریف میں حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خبر دی اور فرمایا کہ آپ عادل حاکم ہوں گے اور عیسائیت کی بنیاد صلیب پرستی پر ہے۔ جس کا مدار اس پر ہے کہ معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکایا گیا۔ حضرت عیسیٰ کا بقید حیات ہونا ان کے عقیدہ کفر اور تقدیس صلیب کی نفی ہوگی اس لئے تمام عیسائی اسلام کے حلقہ بگوش ہو جائیں گے اور اپنے سارے عقائد باطلہ سے توبہ کرلیں گے اور ایک بھی صلیب دنیا میں باقی نہیں رہے گی۔

خنزیر خوری ان کی ساری معاشرتی برائیوں کی بنیاد ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے جس سے عیسائیوں کی اعتقادی اور معاشرتی بگاڑ کی ساری بنیادیں منہدم ہو جائیں گی۔

اور جزیہ کو بند کردیں گے اس کا مطلب یہ نہیں کہ جزیے معاف کردیں گے بلکہ مراد یہ ہے کہ اس وقت کسی کافر کو جزیہ مقرر کر کے نہیں رکھا جائے گا اور کفار کیلئے دو ہی صورتیں ہوں گی یا اسلام میں داخل ہوں یا قتل اور یہ حضور ہی کا حکم ہے۔ جس کا ظہور اس وقت ہوگا۔ اور مال بہت زیادہ ہوگا اور تمام لوگ متقی و پرہیز گار عبادت گزار، شب بیدار، ہو جائیں گے۔

نیز حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے "وان من اهل الكتاب ، الآخر" کا ذکر فرما کر اشارہ فرمادیا کہ "قبل موتہ" کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں یعنی آپ کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے۔ جس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں اور نزول من السماء کے بعد وفات فرمائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

قال رسول الله ﷺ ينزل عيسى بن مريم الى الارض فيتزوج و يولد له ويملك خمسا واربعين سنة ثم يموت فيدفين معي في قبري فاقوم انا وعيسى بن مريم في قبر واحد بين ابي بكر وعمر .

﴿مشکوٰۃ شریف ج ۲، ص ۵۰۲﴾

﴿ترجمہ﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم زمین کی طرف اتریں گے نکاح کریں گے، ان کی اولاد ہوگی اور پینتالیس سال قیام فرمائیں گے پھر وفات پائیں گے میرے ساتھ میرے مقبرے میں دفن کئے جائیں گے۔ تو ہم اور عیسیٰ ابن مریم، ابوبکر وعمر کے درمیان ایک مقبرے سے اٹھیں گے۔

اس حدیث شریف میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم زمین کی طرف نازل ہوں گے اور نکاح کریں گے آپ کی اولاد ہوگی بظاہر یہ ہے کہ آپ نکاح ایک ہی کریں گے اور اولاد ایک سے زیادہ ہوگی اور آپ کے زمین میں ٹھہرنے کے متعلق تین روایتیں ہیں۔ ایک میں پینتالیس سال کا ذکر ہے اور ایک میں چالیس اور ایک میں سات سال۔ ان میں مطابقت اس طرح ہے کہ آپ تینتیس (۳۳) سال کی عمر شریف میں آسمان کی طرف تشریف لے گئے اور اب قریب قیامت تشریف لا کر بارہ سال زمین میں رہیں گے۔ جن روایات میں پینتالیس سال ہے وہاں یہ مجموعہ قیام مراد ہے اور جن میں چالیس

سال ہے وہاں مجموعی دونوں قیاموں کی دہائی مراد ہے۔ اکائی جو مثل کسر کے ہے اسے چھوڑ دیا گیا سات سال والی روایت میں آئندہ قیام کا ذکر ہے پانچ سال دجال کو فنا کرنے، یاجوج ماجوج سے مسلمانوں کو بچانے دنیا میں انتظام قائم کرنے میں صرف ہوں گے اور سات سال مستقل ان کے ساتھ خلافت کرنے میں بسر ہوں گے۔ ﴿مرقات﴾، اور آپ نے فرمایا کہ آپ فوت ہوں گے اور میرے ساتھ میرے مقبرے میں مدفون ہوں گے۔ چنانچہ اب روضہ شریف میں تین قبریں ہیں اور چھوتھی قبر کی جگہ خالی ہے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے۔

﴿اشعۃ اللمعات﴾

اور فرمایا کہ قیامت کے دن ہم چاروں روضہ انور سے اٹھیں گے اسطرح کہ درمیان میں دونوں نبی ہوں گے اور دائیں بائیں صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہوں گے۔

حضرت عطا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں۔

قال رسو ل الله ﷺ ليهبطن عيسىٰ ابن مريم حكما عدلا واماما مقسما وليسلكن فجاء حاجا اومعتمرا او بنيتهما وليا تين قبرى حتىٰ يسلم على ولا ردن عليه يقول ابوهريرة اى بنى اخى ان رائيتموه فقولوا ابوهريرة يقرئك السلام . هذا صحيح الاسناد

﴿المستدرک ج ۲، ۵۹۵﴾

﴿ترجمہ﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یقیناً عیسیٰ ابن مریم عادل، حاکم اور انصاف کرنے والے امام کی حالت میں اتریں گے اور وہ یقیناً داخل ہوں گے۔ (مکہ یا مدینہ میں) آئیں گے۔ حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت سے اور ضرور آئیں گے میری قبر پر حتیٰ کہ مجھے سلام دیں گے اور میں ضرور ان کے سلام کا جواب دوں گا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے (حضرت

عطا کو) فرمایا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے اگر آپ ان کو دیکھو تو کہنا ابو ہریرہ تجھے سلام پیش کرتے ہیں۔ نیز حاکم نے فرمایا یہ حدیث اسناد کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے۔

اس حدیث شریف میں حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حج یا عمرہ کرنے کی بھی خبر دی اور فرمایا کہ وہ میری قبر انور پر تشریف لائیں گے اور مجھے سلام پیش کریں گے میں ان کے سلام کا ضرور جواب دوں گا۔

حضرت نواس بن سمعان روایت فرماتے ہیں

قال رسول اللہ ﷺ اذ یبعث اللہ مسیح بن مریم فینزل عندالمنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مھرو زیتن واضعا کفیه علی اجنحة ملکین

﴿مسلم ج ۲، ص ۴۰۱﴾

﴿ترجمہ﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ حضرت مسیح بن مریم کو بھیجے گا تو آپ دمشق کے سفید منارے کے پاس دو زعفرانی کپڑوں کے درمیان اپنے ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے اتریں گے۔

اس حدیث شریف میں حضور ﷺ نے حضرت مسیح بن مریم کی جائے نزول کی خبر دی کے آپ جامع دمشق کے مشرقی سفید منارے کے پاس اتریں گے اپنے جسم شریف پر دو زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوں گے اور دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔

تو ان احادیث کریمہ میں حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول فرمانے اور آپ کے مختلف کارناموں کے بارے میں اخبار ذکر فرمائیں۔

﴿کیا مرزا صاحب مسیح موعود ھیں﴾

قارئین کرام! آپ نزول مسیح کی ان علامات کا مرزا قادیانی کی زندگی کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے مشاہدہ فرمائیں کہ کیا مرزا قادیانی مسیح موعود ہو سکتا ہے۔

﴿1﴾ حضور ﷺ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم میں مسیح عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے جبکہ مرزا کا نام غلام احمد بن چراغ بی بی ہے تو مرزا صاحب عیسیٰ بن مریم نہیں لہٰذا مسیح بھی نہ ہوئے۔

﴿2﴾ مسیح موعود کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ آسمان سے نازل ہوں گے نہ کہ کسی سے پیدا ہوں گے جبکہ مرزا صاحب چراغ بی بی کے پیٹ سے پیدا ہوا اور چراغ بی بی کا پیٹ آسمان نہیں۔ لحاظہ مرزا صاحب مسیح موعود بھی نہیں۔

﴿3﴾ مسیح موعود کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جامع دمشق کے سفید مشرقی منارے کے پاس اتریں گے۔ جبکہ مرزا صاحب قادیان میں پیدا ہوئے حالانکہ دمشق شام میں ہے اور مرزا صاحب دمشق میں نہ پیدا ہوئے نہ اترے لہٰذا آپ مسیح موعود بھی نہ ہوئے

﴿4﴾ مسیح موعود کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''وہ دو زعفرانی کپڑوں میں اتریں گے'' جبکہ مرزا صاحب ننگے پیدا ہوئے اس لحاظ سے بھی آپ مسیح موعود نہ ہوئے۔

﴿5﴾ مسیح موعود کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا وہ ضرور حج یا عمرہ کریں گے جبکہ مرزا صاحب پوری عمر میں حج یا عمرہ کی سعادت نصیب نہیں ہوئی تو اس وجہ سے بھی مرزا صاحب مسیح موعود نہ ہوئے۔

﴿6﴾ مسیح موعود کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ ضرور میری قبر انور پر حاضر ہوں گے اور مجھے سلام پیش کریں گے۔ میں ان کے سلام کا جواب دوں گا جبکہ مرزا صاحب کو حضور ﷺ کی قبر انور کی زیارت کیا بلکہ مدینہ منورہ دیکھنے کی بھی سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ لہٰذا آپ مسیح موعود نہ ہوئے۔

﴿7﴾ مسیح موعود کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ عادل حاکم بن کر نازل ہوں

گے جبکہ مرزا صاحب کو پوری عمر حکومت نصیب ہی نہیں ہوئی بلکہ آپ تو پوری زندگی انگریز کی غلام و مامور بن کر رہے لہٰذا آپ مسیح موعود نہ ہوئے۔

﴿8﴾ مسیح موعود کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ صلیب کو توڑیں گے کوئی بھی عیسائی صلیب پرستی نہیں کرے گا بلکہ آپ کے ساتھ ہو کر تمام صلیبوں کو توڑیں گے جبکہ مرزا صاحب نے کوئی صلیب نہیں توڑی تو مسیح موعود کیسے ہوئے۔

﴿9﴾ مسیح موعود کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ خنزیروں کو قتل کریں گے اور تمام نصاریٰ مسلمان ہو کر آپ کے ساتھ خزیروں کو قتل کرنے کا کام کریں گے جبکہ مرزا صاحب نے تو کوئی خنزیر قتل نہیں کیا اور نہ ہی قتل کرنے کا کسی کو حکم دیا بلکہ خنزیر تو کیا بچھو بھی نہیں مارا پس جب آپ نے خنزیر قتل ہی نہیں کیئے تو مسیح موعود نہیں ہوئے۔

﴿10﴾ مسیح موعود کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جزیہ کو اٹھا دیں گے یعنی کسی کافر سے جزیہ لے کر اس کو نہیں رکھا جائے گا بلکہ یا وہ مسلمان ہو جائیں گے یا ان کو قتل کیا جائے گا جبکہ مرزا صاحب سے ایسا کوئی کام بھی سرانجام نہیں دیا گیا لہٰذا آپ مسیح موعود نہ ہوئے۔

﴿11﴾ مسیح موعود کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کے وقت میں مال اتنا زیادہ ہوگا کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا جبکہ مرزا صاحب پوری عمر چندے لے کر اور قبریں بیچ کر گزارا کرتے رہے۔ کوئی مال کی فراخی نہیں ہوئی بلکہ ابھی تک بے شمار لوگ غربت سے تنگ ہو کر خودکشی کر رہے ہیں۔ لہٰذا مرزا صاحب مسیح موعود نہیں ہوئے۔

﴿12﴾ مسیح موعود کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کے وقت میں ایک سجدہ کو دنیا و مافیھا سے بہتر سمجھا جائے گا یعنی لوگ انتہائی عبادت گزار بن جائیں گے۔ جبکہ ابھی تک اکثریت بے نماز اور عبادت سے منہ پھیرنے والی ہے خود مرزا صاحب کی جماعت کا یہی حال ہے اس وجہ سے بھی آپ مسیح موعود نہ ہوئے۔

﴿13﴾ مسیح موعود کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ دجال کو قتل کریں گے نیز

احادیث طیبہ کی روشنی میں دجال کا مختصر قصہ یہ ہے کہ وہ یہودیوں کا سردار ہوگا ابتداء میں نیکی اور پارسائی کا اظہار کرے گا پھر نبوت کا دعویٰ کرے گا اور بعد میں خدائی کا دعویٰ کرے گا۔

﴿فتح الباری ج ۱۳، ص ۷۹﴾

وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا اس کے ماتھے پر ک، ا، ف، ر یعنی کافر لکھا ہوگا۔ جیسے ہر خواندہ و ناخواندہ پڑھے گا۔ اس نے اپنی جنت و دوزخ بنا رکھی ہوگی۔ اصفہان کے ستر ہزار یہودی اس کے ساتھ ہوں گے شام و عراق کے درمیان سے خروج کرے گا اور دائیں بائیں فساد کرے گا۔ چالیس دن تک زمین میں اودھم مچائے گا ان چالیس دنوں میں پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا باقی دن اپنے معمول کے مطابق ہوں گے ایسی تیزی سے مسافت طے کرے گا جیسے بادل کے پیچھے ہوا ہو۔

لوگ اس کے خوف سے بھاگ کر پہاڑوں میں چلے جائیں گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو فتنہ و استدراج دیا جائے گا۔ وہ ویران جگہ سے گزرے گا تو زمین کو حکم دے گا کہ اپنے خزانے اگل دے چنانچہ خزانے نکل کر اس کے ساتھ چلیں گے۔

﴿مشکوٰۃ شریف ج ۲، ۴۸۳﴾

ایک شخص سے کہے گا کہ اگر میں تیرے باپ اور بھائی کو زندہ کروں تو مجھے مان لے گا۔ وہ کہے گا ضرور چنانچہ اس کے باپ اور بھائی کی قبر پر جائے گا تو شیاطین اس کے باپ اور بھائی کی شکل میں سامنے آکر کہیں گے۔ ہاں یہ خدا ہے اسے ضرور مانو۔

﴿مشکوٰۃ شریف ج ۲، ۴۷۷﴾

اس قسم کے بے شمار شعبدوں سے وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو گمراہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے اس کے دجل و فریب اور طرح طرح کے کرشموں سے متاثر نہیں ہوں گے اسی لئے آنحضرت ﷺ نے وصیت فرمائی کہ جو شخص خروج دجال کی خبر سنے اس سے دور بھاگ جائے۔

(مشکوٰۃ شریف، جلد ۲، ص ۴۵۷)

دجال جب شام کا رخ کرے گا۔ مگر مدینہ طیبہ میں داخل نہیں ہو سکے گا بلکہ احد پہاڑ کے پیچھے پڑاؤ کرے گا پھر اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کا رخ ملک شام کی طرف کریں گے اور وہیں جا کر ہلاک ہوگا۔

(مشکوٰۃ شریف ج ۲، ص ۴۷۵)

دجال جب شام کا رخ کرے گا اس وقت امام مہدی قسطنطنیہ کے محاذ پر نصاریٰ سے مصروف جہاد ہوں گے۔ خروج دجال کی خبر سن کر ملک شام کو واپس آئیں گے اور دجال کے مقابلے میں صف آراء ہوں گے نماز فجر کے وقت جب نماز کے لئے اقامت ہو چکی ہو گی تو عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھانے کے لئے آگے کریں گے اور خود پیچھے ہٹ جائیں گے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں کو نماز کا حکم دیں گے۔

(مشکوٰۃ شریف ج ۲، ص ۴۸۰)

نماز سے فارغ ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کے مقابلہ کے لئے نکلیں گے وہ آپ کو دیکھتے ہی بھاگ کھڑا ہوگا اور سیسے کی طرح پگھلنے لگے گا آپ باب "لد" پر اس کو پا لیں گے اور قتل کریں گے۔

(مشکوٰۃ شریف ج ۲، ص ۴۷۳)

یہ ہے وہ دجال جس کے بارے میں حضور ﷺ نے پیش گوئی فرمائی کہ اسکو مسیح موعود قتل کریں گے۔ آپ حضور ﷺ پر ایمان رکھنے والا کوئی شخص بھی یہ بتائے کہ کیا ان علامتوں والا کوئی دجال ابھی تک نکلا اور اس کو کسی مسیح نے قتل کیا ہے۔ بالکل نہیں تو پھر مرزا صاحب مسیح موعود کیسے بن گئے۔

(14) مسیح موعود کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب آپ دجال کو قتل کرنے

سے فارغ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی طرف وحی فرمائے گا کہ اے عیسیٰ! میں نے اپنے وہ بندے نکالے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں (یعنی یاجوج ماجوج) لہٰذا آپ میرے ان بندوں کو طور کی طرف لے جائیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کے شر سے محفوظ تمام مسلمانوں کو کوہ طور کی طرف لے جائیں گے حالانکہ مرزا صاحب نے نہ کسی دجال کو قتل کیا نہ ان کے وقت میں یاجوج وماجوج کی قوم کا خروج ہوا اور نہ ہی مرزا صاحب مسلمانوں کو کوہ طور پر لے کر گئے۔ اس وجہ سے بھی مرزا صاحب مسیح موعود نہ ہوئے۔

﴿15﴾ مسیح موعود کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے روضۂ انور میں مدفون ہوں گے اور مسیح علیہ السلام کے دفن ہونے کے لئے ابھی تک حضور کے روضہ انور میں جگہ خالی ہے اور مرزا صاحب قادیان میں دفن کئے گئے۔ پس جب مرزا صاحب حضور ﷺ کے روضہ انور میں مدفون نہ ہوئے تو مسیح موعود کیسے ہو گئے۔

قارئین کرام! آنے والے مسیح موعود کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کی جو پیش گوئیاں موجود ہیں ان میں سے مرزا صاحب میں ایک بھی علامت نہیں پائی جاتی۔ جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب اپنے اس دعویٰ میں بالکل جھوٹے ہیں اور انکا یہ دعویٰ بالکل باطل ولغو ہے۔

﴿علامات مہدی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

قال النبی ﷺ ینزل بامتی فی آخر الزمان بلاء شدید ا من سلطانهم لم یسمع بلاء اشد منه حتیٰ تضیق عنهم الارض الرحبة وحتیٰ یملأالارض جورًا وظلما لایجد المؤمن ملجاء یلتجی الیه من الظلم فیبعث الله رجلا من عترتی فیملأالارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یرضی عنه ساکن السمآء وساکن الارض لا تدخر الارض من

بذرها شيأ الا اخرجته ولا السمآء من قطرها شيأالا صبه الله عليهم مدارا يعيش فيهم سبع سنين او ثمان او تسع تتمنى الاحياء الاموات مما صنع الله عزوجل باهل الارض من خيره . هذا حديث صحيح الاسناد .

﴿المستدرک ج۴،ص۴۶۵﴾

﴿ترجمہ﴾

نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت پر آخری زمانہ میں انکے بادشاہ کی طرف سے ایسی سخت مصیبتیں نازل ہوں گی کہ ان سے زیادہ سخت کبھی نہیں سنی گئی ہوں گی۔ حتیٰ کہ ان پر زمین تنگ ہوجائے گی باوجود کشادہ ہونے کے۔ یہاں تک کہ زمین ظلم وستم سے بھر جائے گی اور مؤمن کوئی جائے پناہ نہ پائے گا جہاں ظلم سے پناہ لے تو اللہ تعالیٰ میری اولاد سے ایک آدمی کو بھیجے گا وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھردے گا۔ جیسے وہ ظلم سے بھری ہوگی۔ اس سے آسمان وزمین کے رہنے والے راضی ہوں گے زمین اپنے اگانے کی تمام چیزوں کو نکال دے گی۔ آسمان کے قطروں سے ہر چیز کو اللہ تعالیٰ ان پر برسا دے گا ان میں وہ (مرد) سات یا آٹھ یا نو سال رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کے زمین پر بھلائی کرنے کی وجہ سے زندہ مردوں کی تمنا کریں گے۔ یہ حدیث اسناد کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے۔

اس حدیث شریف میں حضور ﷺ نے امام مہدی کے آنے کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی آمد سے پہلے میری امت پر ظالم بادشاہ مسلط ہوگا۔ جس کے ظلم وستم سے لوگ تنگ ہوں گے اور مومن جائے پناہ کی تلاش میں ہوں گے۔ مگر کوئی جائے پناہ نہیں پائیں گے۔ جہاں وہ ظلم وستم سے محفوظ رہ سکیں اس وقت اللہ تعالیٰ میری اولاد سے ایک آدمی بھیجے گا اور وہ اس زمین کو عدل وانصاف سے بھردے گا۔ زمین اپنے خزانوں کو اگل دے گی یہاں تک کہ لوگوں کی تنگی فراخی کی طرف بدل جائے گی اور وہ مرد سات، آٹھ یا نو سال زمین پر رہے گا۔ اور لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے طرح طرح کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

حضرت عبداللہ ﷺ روایت فرماتے ہیں

قال النبی ﷺ لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذالک الیوم حتی یبعث رجلا منی اومن اهل بیتی یواطئ اسمه اسمی و اسم ابیه اسم ابی زاد فی حدیث فطر یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا

﴿ابوداؤد ج ۲، ص ۲۳۲﴾

﴿**ترجمہ**﴾

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو دراز فرما دیتا حتیٰ کہ اس دن میں ایک شخص بھیجا جاتا جو مجھ سے یا میرے گھر والوں سے ہے۔ اس کا نام میرے نام کے موافق اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام موافق ہوگا۔ وہ زمین کو عدل وانصاف بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم وزیادتیوں سے بھری ہوگی۔

اس حدیث شریف میں حضور ﷺ نے فرمایا اگر ایک دن باقی رہا ہوتا۔ یہ جملہ بطور مثال ہے یعنی امام مہدی کی تشریف آوری کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور ان کا تشریف لانا یقینی ہے فرض کرلو اگر دنیا کی زندگی ختم ہو چکی ہوتی صرف ایک دن باقی ہوتا تب بھی وہ ضرور تشریف لاتے کہ وہ دن ہی دراز ہو جاتا اور فرمایا کہ وہ مجھ سے یا میرے اہل بیت سے ہوں گے تو اس میں راوی کو شک ہے کہ آپ نے یا یہ فرمایا کہ مجھ سے ہوں گے یا فرمایا میرے اہل بیت سے ہوں گے۔ بہر حال مراد دونوں سے ایک ہے اور فرمایا اس کا نام میرے نام کے موافق اور اسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا یعنی جس طرح میرا نام محمد ہے اسی طرح انکا نام بھی محمد ہوگا اور جسطرح میرے باپ کا نام عبداللہ ہے اسی طرح انکے باپ کا نام بھی عبداللہ ہوگا۔ نیز فرمایا زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا یعنی ان سے پہلے زمین میں بہت ظلم وستم پھیل چکا ہوگا اور آپ عدل وانصاف کریں گے

﴿مرقات﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں:

سمعت رسول الله ﷺ يقول المهدى من عترتى من اولاد فاطمة

﴿ابوداؤد ج ۲، ص ۲۳۲﴾

﴿ترجمہ﴾

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ امام مہدی میری عترت سے اولاد فاطمہ سے ہوگا۔

عترت کے معنی ہیں اہل قرابت عزیز۔ اس میں حضور کی اولاد اور ازواج پاک سے ہی داخل ہیں بعض نے فرمایا کہ سارے قریشی حضور کی عترت ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

اولاد فاطمہ کہہ کر یہ تخصیص فرمادی کہ یہاں عترت سے مراد اولاد ہے اس سے معلوم ہوا کہ امام مہدی سید ہوں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

قال رسول الله ﷺ المهدى منى اجلى الجبهة ،اقنى الانف يملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا يملك سبع سنين .

﴿ابوداؤد شریف ج ۲، ص ۲۳۲﴾

﴿ترجمہ﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی مجھ سے ہیں۔ چوڑی پیشانی والے، اونچی ناک والے، زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ جیسے وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔ سات سال سلطنت کریں گے۔

اس حدیث شریف میں حضور ﷺ نے امام مہدی کا حلیہ بھی بیان فرمایا کہ آپ کی پیشانی چوڑی اور ناک اونچی ہوگی یاد رہے کہ یہ دونوں صفتیں حضور ﷺ کی ہیں آپ کی پیشانی شریف چوڑی اور ناک شریف اونچی تھی گویا کہ امام مہدی حضور کی اولاد سے بھی ہوں گے اور

آپکے ہم شکل بھی ہوں گے نیز فرمایا کہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے یعنی آپکی آمد سے پہلے اگر چہ زمین پر ظلم وستم کی بوچھاڑ ہوگی مگر آپ کے تشریف لانے سے تمام مظالم ختم ہو جائیں گے۔ زمین پر ہر طرف انصاف ہی انصاف ہوگا۔ ظلم کہیں بھی نہ ہوگا۔ پھر فرمایا آپ سات سال تک سلطنت کریں گے۔ جس سے معلوم ہوا کہ امام مہدی صرف امام ہی نہیں بلکہ آپ روئے زمین پر سلطان ہوں گے اور تمام لوگ آپکی رعیت ہوں گے اس کے علاوہ بعض روایات میں حضور ﷺ نے آپ کی سلطنت کی مدت آٹھ سال اور بعض میں نو سال ارشاد فرمائی مگر سات سال والی روایت ہی یقینی ہے اور آٹھ یا نو سال والی روایات مشکوک ہیں۔

﴿کیا مرزا صاحب مهدی معهود هیں﴾

قارئین کرام! اب امام مہدی کے تشریف لانے کی ان علامات کا مرزا قادیانی کی زندگی کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے ملاحظہ فرمائیں کہ کیا مرزا قادیانی امام مہدی ہوسکتا ہے۔

﴿﴾ امام مہدی کی خبر دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہدی میری عترت سے ہوں گے بلکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی اولاد سے ہوں گے یعنی سید ہوں گے جبکہ مرزا صاحب نہ حضور ﷺ کی عترت اور نہ اولاد فاطمہ اور نہ ہی سید بلکہ آپ تو مغل برادری سے ہیں اور بچے بھی جانتے ہیں کہ مغل اور ہیں اور سید اور ہیں۔ لہذا حضور ﷺ کی امام مہدی کے بارے میں پیش گوئی مرزا صاحب پر صادق نہ آئی تو آپ امام مہدی بھی نہ ہوئے۔

﴿﴾ امام مہدی کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کا نام میرے نام کے موافق اور ان کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا یعنی امام مہدی کا نام ”محمد“ اور آپ کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا جبکہ مرزا صاحب کا نام غلام احمد اور باپ کا نام غلام مرتضی ہے نہ مرزا صاحب کا نام حضور کے نام کے موافق نہ مرزا صاحب کے باپ کا نام حضور کے باپ کے نام کے موافق لہذا آپ امام مہدی نہ ہوئے۔

﴿﴾ امام مہدی کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ زمین آپ کی آمد کے وقت ظلم

وستم سے بھری ہوگی اور لوگ اس ظلم سے پناہ لینے کے لئے جائے پناہ تلاش کریں گے مگر کوئی جائے پناہ نہ پائیں گے۔ اور امام مہدی اس ظلم کو ختم کریں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ تو زمین پر اگر چہ ظلم وستم تو ہو رہے ہیں مگر اس نوبت کے نہیں جن کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ نیز حضور ﷺ نے فرمایا کہ امام مہدی ان ظلم وستم کو ختم کر کے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ جبکہ ظلم وستم میں ابھی تک اضافہ ہو رہا ہے۔ مرزا صاحب کے آنے سے نہ مظالم بند ہوئے اور نہ زمین انصاف سے بھری۔ لحاظہ مرزا قادیانی امام مہدی نہ ہوئے۔

﴿﴾ امام مہدی کے بارے میں خبر دیتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ سات سال تک زمین میں سلطنت کریں گے جبکہ مرزا صاحب کو ایک دن بھی سلطنت نصیب نہیں ہوئی بلکہ آپ کے باپ دادا کو بھی سلطنت نصیب نہیں ہوئی اور مرزا صاحب نے پوری عمر انگریز کی غلامی میں گذاری۔ لہٰذا مرزا امام مہدی نہ ہوا۔

﴿﴾ امام مہدی کے بارے میں خبر دیتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان سے تمام زمین وآسمان والے راضی ہو جائیں گے جبکہ مرزا قادیانی سے آسمان والے تو کیا زمین والے بھی راضی نہیں۔ بلکہ مرزا صاحب کے زمانے میں زمین کے مشرق سے مغرب تک انتشار پھیلا رہا۔ ہر روز مرزا صاحب سے علماء والیاء کے مناظرے ہوتے رہے۔ ابھی تک وہی انتشار موجود ہے۔ گورنمنٹ آف پاکستان کے قوانین میں مرزا صاحب اور ان کی جماعت اسلام سے خارج ہے۔ پس جب مرزا قادیانی سے زمین وآسمان والے راضی ہی نہیں تو وہ امام مہدی کیسے ہو گیا۔

﴿﴾ امام مہدی کے بارے میں خبر دیتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کے زمانہ میں زمین اپنے تمام خزانے نکال دے گی یعنی مال ودولت عام ہو جائے گا۔ جبکہ مرزا صاحب کے زمانہ میں لوگ انتہائی غربت سے وقت گزارتے رہے اور اب بھی کئی لوگ

بچارے ایسے ہیں جو غربت و بے روزگاری سے تنگ آکر خودکشیاں کر رہے ہیں خود مرزا صاحب پہلے سیالکوٹ کچہری میں پندرہ روپے مہوار لے کر ملازمت کرتے رہے جب دیکھا کہ اس سے تو گھر کا کھانا بھی پورا نہیں ہوتا تو ملازمت چھوڑ کر اپنے اباؤاجداد کی وراثت واپس لینے کے لئے مقدمات لڑنے لگ گئے جب دیکھا کہ ادھر سے تو کچھ نہیں ملتا تو پھر کبھی مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کبھی مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ کبھی استغفراللہ نبوت کا دعویٰ کر کے ربوہ کی قبریں بیچ کر اور چندے لے کر گذارا کرتے رہے پس جب مرزا صاحب کے زمانہ میں زمین نے اپنے خزانے نہ نکالے تو حضور ﷺ کے اس فرمان کے مطابق بھی مرزا صاحب امام مہدی نہ ہوئے۔

﴿﴾ امام مہدی کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ خروج دجال کے زمانہ میں قسطنطنیہ کے محاذ پر نصرانیوں سے مصروف جہاد ہوں گے اور دجال جب شام کا رخ کرے گا تو آپ کو خروج دجال کی خبر پہنچے گی اور آپ اسی وقت ملک شام کو واپس آئیں گے اور دجال کے مقابلے میں صف آراء ہوں گے۔

﴿مشکوٰۃ شریف ج ۲، ص ۴۸۰﴾

حالانکہ مرزا صاحب نے کہیں جہاد کیا ہی نہیں بلکہ آپ تو پوری زندگی جہاد بند کرنے کا پیغام پہنچاتے رہے نیز امام مہدی کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ ملک شام میں دجال کے مقابلہ میں بھی صف آراء ہوں گے جبکہ آپ علامات مسیح میں دجال کے بارے میں پڑھ چکے ہیں کہ مرزا صاحب کے وقت میں دجال نکلا ہی نہیں چہ جائیکہ آپ اس سے جنگ کرتے۔

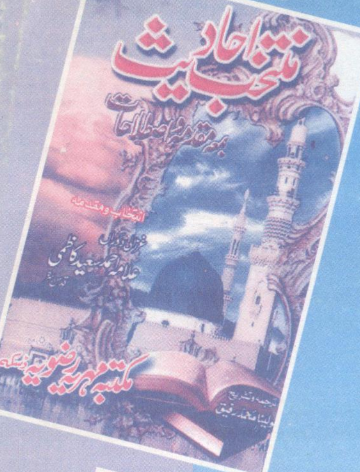
قارئین کرام! علامات مسیح اور مہدی کا ملاحظہ فرمانے کے بعد یہ بات مسلم ہوگئی کہ مسیح موعود اور ذات ہے اور مہدی معہود اور ذات ہے۔ امام مہدی پہلے تشریف لائیں گے۔ نصرانیوں سے جنگ کریں گے خروج دجال کے وقت جب وہ شام کا رخ کرے گا تو آپ

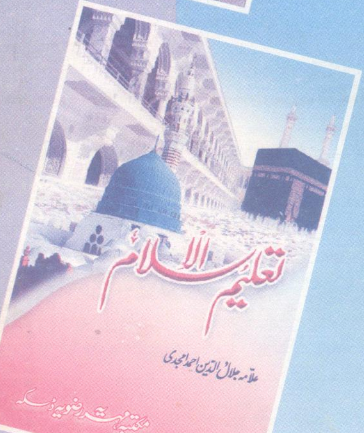
اس کے مقابلہ میں صفیں باندھ چکے ہوں گے۔ تب نماز فجر کے وقت مسیح علیہ السلام جامع دمشق کے مینارے کے پاس اتریں گے اور وہیں آپ کی امام مہدی سے ملاقات ہوگی اور آپ اپنے نزول من السماء کے بعد اپنی پہلی نماز امام مہدی کے پیچھے پڑھیں گے یعنی اس وقت امام مہدی امام ہوں گے مسیح موعود مقتدی ہوں گے۔

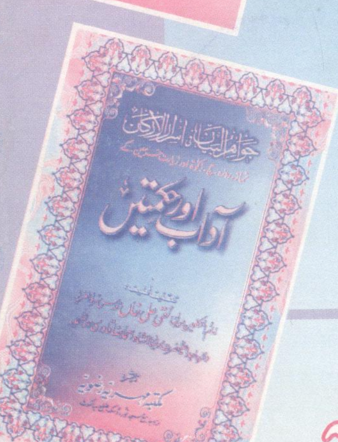
اب انصاف فرمائیں کہ یہاں کون سے قرائن ہیں جن کی بنا پر مرزا صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں مسیح بھی ہوں اور مہدی بھی ہوں۔ حالانکہ امام مہدی کی آمد کا زمانہ پہلے اور نزول مسیح کا زمانہ بعد میں ہے۔ امام مہدی کا نام محمد بن عبداللہ اور مسیح موعود کا نام عیسی ابن مریم ہے۔ امام مہدی آ کر جہاد کریں گے جبکہ مسیح علیہ السلام جہاد کو ختم کریں گے۔ امام مہدی سید ہوں گے جبکہ مسیح موعود حضور ﷺ سے پہلے کے نبی اور آپ کی امت میں داخل ہوں گے تو ان تمام علامات سے یہ روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ مرزا صاحب میں یہ دونوں ذاتیں جمع نہیں ہوسکتیں اور نہ ہی مرزا صاحب ان دونوں میں سے کوئی ایک ہیں بلکہ مرزا صاحب بھی مسیلمہ کذاب وغیرہ کی طرح ایک کذاب تھے خود بھی گمراہ رہے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے رہے اور اب بھی کئی لوگ اسی گمراہی پر چل رہے ہیں۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ان لوگوں کو راہ ہدایت پر چلائے اور ہمیں ایسی گمراہی سے محفوظ فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین







ہماری دیگر مطبوعات

- **سیرت رسول اعظم**
  مفتی عنائیت اللہ
- **بیعت و خلافت**
  اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- **حیات انبیاء**
  علامہ سعید احمد کاظمی رحمۃ اللہ علیہ
- **ذکر محبوب**
  مولانا محمد رفیق قادری رضوی
- **نغمہ محبوب**
  مولانا محمد رفیق قادری رضوی
- **عظمت امام اعظم**
  سید غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
- **پردہ**
  ابو البشر محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ مہریہ رضویہ ڈسکہ